حج کے بہترین انتظامات

اور حُجاج کو پیش آمدہ چند فقہی مسائل!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

ماہنامہ بینات ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ کے شمارہ میں بصائر وعبر کے تحت ’’حجاج کرام سے چند گزارشات‘‘ کے عنوان سے اداریہ تحریر کیا گیا تھا، اس اداریہ میں حجاج کرام سے کئی اہم گزارشات کے علاوہ دو مسائل کے حل کی طرف نشان دہی کی گئی تھی۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذِ محترم، تخصص فی الفقہ کے نگران، ہمارے رفیق کار، محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی مدظلہٗ اس سال حج کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے تھے، جنہوں نے حج کے متعلق انتظامات اور معاملات کے علاوہ حج کی ادائیگی میں پیش آمدہ مسائل کو بنظر غائر قریب سے مشاہدہ کیا اور دیکھا، اس لیے انہوں نے جہاں دورانِ حج دونوں حکومتوں کے بہترین انتظامات پر اُن کو مبارک باد اور ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا، وہاں انہوں نے حُجاج کرام کو دینی مسائل میں جو مشکلات اور اُلجھنیں پیش آتی ہیں، انہیں حل کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ چونکہ ایسے مسائل حکومتی سطح پر ہی اُٹھائے جاسکتے ہیں اور حکومتیں ہی اُنہیں حل کراسکتی ہیں، اس لیے انہوں نے دونوں حکومتوں سے درخواست کی ہے کہ وہ ان مسائل کو باہم مشاورت سے حل کریں، تاکہ حجاج کرام کا حج طریق سنت کے مطابق ادا ہوسکے۔ حضرت مفتی صاحب کی یہ تحریر کسی قدر حک واضافہ کے بعد افادۂ عام کی غرض سے بطورِ اداریہ نقل کی جاتی ہے۔

’’مسلمان بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے لیے ہر سال دنیا بھر سے تیس سے چالیس لاکھ کی

تعداد میں مکہ مکرمہ کے مشاعر مقدسہ میں جمع ہوتے ہیں۔ حج کا یہ اجتماع دنیا کا سب سے بڑا اجتماع شمار ہوتا ہے۔ اتنی بڑی تعداد کے لیے رہن سہن، خورد ونوش، صفائی وستھرائی اور نظم ونسق کرنا اور ہرطرح ان کی سہولت اور آرام کا خیال رکھنا ایسا کارنامہ ہے، جس کی نظیر اور مثال مشکل ہے۔ یہ تمام تر انتظامات اور سہولیات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اُن دعاؤں کا ثمر ومظہر ہیں جو انہوں نے بیت اللہ کی آبادی اور یہاں کے زائرین کے لیے اللہ تعالیٰ سے مانگی تھیں، اسے آپ علیہ السلام کا معجزہ اور بیتِ حرام کی زندہ وتابندہ برکت وکرامت ماننے کے علاوہ کوئی اور توجیہ سمجھ میں نہیں آتی۔ جتنے حجاج کرام حرمین شریفین میں جمع ہوتے ہیں، ان کا مکمل ڈیٹا محفوظ رکھنا، ان کی رہائش کے انتظامات، ٹرانسپورٹ کی سہولیات اور تمام مراحل میں ایک نظم میں سب کو چلانا اور سنبھالنا یہ سعودی حکومت کا ایسا کارنامہ ہے جس پر پوری امت مسلمہ کو سعودی حکومت کا شکرگزار ہونا چاہیے اور ان کی خدمات کا برملا اعتراف کرنا چاہیے۔ ہمارے مشاہدے کے مطابق اسباب کی دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی مرتب اور منظّم اجتماع نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح حج آپریشن کے حوالے سے حکومت پاکستان کی حالیہ توجہات اور مساعی کے اعتراف میں بخل وتأمل سے کام لینا بھی ناانصافی ہوگی۔ الحمدللہ! ہماری موجودہ حکومت بالخصوص وزارتِ مذہبی امور نے جس نیک دلی سے حج جیسے اسلام کے رکن کو عبادت اور فرض سمجھتے ہوئے اُس کے لیے انتظامات کیے، اس سے اسلامی دنیا میں پاکستان کے اسلامی تشخص کو خوب جلا ملی ہے، اور ہر پاکستانی حاجی اپنے ملک اور وزارتِ مذہبی امور کے وزیرمحترم کے لیے دعاگو اور ان کی تعریف میں رطب اللسان دکھائی دیا۔ حج کے ابتدائی مراحل سے لے کر حرمین شریفین پہنچنے تک ہر ہر مرحلہ میں واضح طور پر محسوس ہوتا تھا کہ پاکستانی حجاج کسی خیرخواہ، ہمدرد اور فرض شناس حکومت کے زیرانتظام مذہبی فریضہ ادا کررہے ہیں۔

مدینہ طیبہ میں تمام حجاج کرام کی رہائش مرکزیہ میں اتنی قریب تھی کہ معذور، کمزور اور ضعیف حجاج بھی بآسانی حرم نبوی میں حاضر ہوجاتے تھے، جبکہ مکہ مکرمہ میں ٹرانسپورٹ کے انتظامات کو مسلسل متحرک چین سے تعبیر کرنا مبالغہ نہیں ہوگا۔ کوئی بھی حاجی کسی بھی وقت حرم آنا یا جانا چاہتا، اُسے بروقت سواری کی سہولت میسر تھی۔ ٹرانسپورٹ کے حوالے سے حکومتی انتظامات میں کوئی کمی نہیں تھی، اگر کمی تھی تو وہ صرف ہمارے قومی مزاج کی تھی، یعنی حرم سے واپسی پر ہزاروں لوگ چالیس سیٹر پہلی بس میں سوار ہونے کی کوشش کرتے تھے، جس سے دھکم پیل کی کیفیت پیدا ہوجاتی تھی، مگر شاباش ہے خدام الحجاج کو جنہوں نے اس بے ہنگم صورتِ حال میں انتظامات کو بحال رکھا اور بعض حجاج کے بے جا فرمودات کو بڑے حوصلے اور بردباری سے سنا اور اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھا۔ ہم نے اپنی زندگی میں اپنے پاکستانی منتظم بھائیوں کو اتنی برداشت اور بردباری میں کبھی نہیں دیکھا۔ ہمارے ہاں تو معمولی ذمہ دار بڑے سے بڑے عزت دار کی اہانت سے بھی نہیں کتراتا، مگر ہمارے خدام الحجاج نے ہر ہر موقع پر تحمل وبردباری اور فرض شناسی کی بہترین مثال قائم کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے نیک دل، فرض شناس اور

خدا ترس وزیر مذہبی امور جناب سردار محمد یوسف صاحب کے لیے حجاج نے حرمین میں بہت دعائیں کیں، شاید ان دعاؤں ہی کے نتیجے میں پاکستانی تاریخ میں پہلی مرتبہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تمام تر سازشوں اور بحرانوں کے باوجود اطمینان کے ساتھ اپنا حکومتی دورانیہ پورا کرنے جارہی ہے۔ اس پر مستزاد حکومت کی طرف سے مختلف مینیو کے ساتھ تینوں وقت تازہ کھانا باوقار انداز میں معزز مہمانوں کو پیش کیا جاتا تھا جو حج وعمرہ کی ایک بڑی مشکل کا انتہائی موزوں حل اور بڑی خدمت ہے۔ الغرض انتظامی لحاظ سے جتنی بہتری ہوسکتی تھی، ہماری وزارتِ مذہبی امور نے اس میں کوئی کمی نہیں کی، یہ تسلسل اگر اسی طرح جاری رہا تو امید ہے کہ حج کے بہترین انتظامات کرنے میں سعودی حکومت کے بعد پاکستانی حکومت کا ہی نمبر ہوگا۔ البتہ حج کے دوران کچھ شرعی مسائل قابل توجہ محسوس ہوئے جو سعودی اور پاکستانی دونوں حکومتوں کے باہمی تعاون کے محتاج ہیں، اس لیے کہ یہ ایسے مسائل ہیں جن میں سے بعض سے حج فاسد ہونے یا دم واجب ہونے کے سوالات بھی پیدا ہورہے ہیں۔ ہمارا حسن ظن ہے کہ پاکستانی حنفی حجاج کی ان مشکلات سے شاید سعودی اور پاکستانی حکومتیں آگاہ نہیں ہیں، ورنہ دیگر بہترین انتظامات کے ساتھ ساتھ ان فقہی مشکلات کا مناسب حل بھی تجویز ہو چکا ہوتا۔

ہماری حکومت بالخصوص وزیر مذہبی امور محترم جناب سردار محمد یوسف صاحب خصوصی دلچسپی لے کر حکومتی سطح پر سعودی حکومت سے بات چیت کرکے ان مسائل کو حل کرائیں، تاکہ فریضۂ حج تمام مسالک کی رعایت کے ساتھ ادا ہو اور کسی کو فقہی اشکال یا مخصوص فکر وعمل کی تسلیط کی بدگمانی بھی نہ ہو، اس لیے کہ اس وقت باہمی اتحاد، مؤاسات اور مواخات کی اشد ضرورت ہے۔ بہرحال چند مسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے:

ا:...... حرمین شریفین میں گزشتہ کچھ عرصہ سے جمعہ کی پہلی اذان زوال سے پہلے دے دی جاتی ہے، اور اس کے بعد لوگ کھڑے ہوکر سنتیں اور نوافل پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ جب کہ مذاہب اربعہ کے ائمہ مجتہدین کا اس پر اتفاق ہے اور اب تک معمول بھی یہی چلا آرہا ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے اور ظہر کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ زوال سے پہلے جمعہ کی نماز جائز نہیں، جب جمعہ کی نماز زوال سے پہلے نہیں ہوسکتی تو اس جمعہ کی نماز کے لیے زوال سے پہلے دی جانے والی اذان بھی قبل از وقت ہی شمار ہوگی۔ جیسے مغرب کے وقت سے پہلے مغرب کی اذان کہی جائے تو اس اذان کا مغرب کی نماز کے ساتھ تعلق نہیں، اسی طرح زوال سے پہلے دی جانے والی اذان کا جمعہ کی نماز کے ساتھ تعلق نہیں۔ ممکن ہے سعودی حکومت نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی پیروی میں یہ فیصلہ کیا ہو کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں زوال سے قبل بھی جمعہ کی ادائیگی ہوسکتی ہے، یا یہ کہ جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا اور سعودی حکومت چونکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی حامل ہے، اس لیے انہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہو، مگر اس فیصلہ اور عمل میں اصولی اور فقہی اعتبار سے کئی اشکالات ہیں:

الف...... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول محض جوازی ہے، مفتیٰ بہ اور معمول بہ نہیں، بلکہ

متروک اور عمل متوارث کے خلاف ہے۔ اب تک حرمین اور دیگر بلادِ اسلامیہ کا عمل اس پر شاہد عدل ہے۔ حنابلہ کی بنیادی کتاب ''**المغنی لابن قدامة**'' اور ''**کشاف القناع لمنصور البهوتی**'' میں جمعہ کی نماز کا صحیح وقت زوال کے بعد ہی منقول ہے اور اس کو صحیح دلائل سے مدلل ہونے کے علاوہ اختلاف سے دوری کا ذریعہ بھی بتایا ہے۔ لہٰذا جب حنابلہ کے ہاں راجح، معمول بہ اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق جمعہ کی نماز زوال کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے تو اس نمازِ جمعہ کے لیے دی جانے والی اذان بھی زوال کے بعد ہی مشروع کہلائے گی۔ اس لیے زوال سے پہلے دی جانے والی اذان گویا حنابلہ کے مرجوح اور غیر معمول بہ قول کے مطابق دی جا رہی ہے، جب کہ فقہائے کرام اور اہل فتویٰ کے نزدیک ایسا قول قابل عمل یا لائق افتاء نہیں ہوا کرتا۔ (''صفة الفتوی والمفتی والمستفتی'' لأحمد حمدان الحنبلی تحقیق ناصر الالبانی)

ب...... پہلی اذان کے بعد لوگ مکروہ وقت کا دھیان رکھے بغیر جمعہ کی سنتیں اور نوافل وغیرہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، جو کہ مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت والی صریح، صحیح اور مطلق احادیث کے سراسر خلاف ہے۔

ج...... اس عمل کے مطابق نمازِ جمعہ سے پہلے کی سنتیں یا تو وقت داخل ہونے سے پہلے ہی پڑھ لی جاتی ہیں، یا سرے سے پڑھی ہی نہیں جاتیں، کیونکہ زوال ہوتے ہی بلا تاخیر خطبۂ جمعہ کے لیے امام حرم تشریف لے آتے ہیں۔ امام صاحب کے آنے کے بعد ''**إذا ظهر الإمام فلاصلوة ولا كلام**'' کی رو سے نماز یا کسی قسم کی عبادت ممنوع ہے۔ اب جن حجاج کرام کے مسلک کے مطابق جمعہ نماز سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ ہیں، وہ مجبوراً یہ سنتیں چھوڑتے ہیں، اور احناف کے ہاں جمعہ نماز کی پہلے والی سنتوں کی نمازِ جمعہ کے بعد قضاء بھی نہیں ہے۔ بایں طور یہ طرزِ عمل ایک اعتبار سے مستقل طور پر ترکِ سنت کے لیے مجبور کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔

د...... اگر مذکورہ طرزِ عمل کو حنابلہ کے فتویٰ کے مطابق درست طرزِ عمل قرار دیا جائے اور اُسے متروک اور مرجوح نہ کہا جائے تو بھی دیگر فقہی مذاہب کی رعایت کے پیش نظر یہ طرزِ عمل درست نہیں، کیونکہ احناف کے علاوہ مالکیہ اور شافعیہ کے مسلک کی رو سے بھی جمعہ کی اذان زوال سے پہلے دینا یا جمعہ کی پہلے والی سنتوں کو مستقل طور پر ترک کرنا جائز نہیں۔ اس لیے امتِ مسلمہ کی اکثریت کی رعایت کرنا دینی وانتظامی لحاظ سے سعودی حکومت کا فرض بنتا ہے۔ اور اب تک جو معمول چلا آ رہا تھا، اسی پر عمل پیرا رہنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس میں سب کی رعایت ہے، ورنہ ممکن ہے کہ انتہاء پسند لوگ اس طرزِ عمل کو مخصوص فقہ کے شعوری تسلط کے کھاتے میں ڈال کر کوئی فتنہ وفساد کھڑا کر دیں، اُمتِ مسلمہ جس کی قطعاً متحمل نہیں اور موجودہ نازک حالات میں دانشمندی کے سراسر خلاف ہے۔ الغرض جمعہ کی اذان کا قبل از وقت ہونا اور اس کے نتیجے میں جمعہ کے مسنون اعمال کا ترک لازم آتا ہے۔ اُمتِ مسلمہ کے اکثریتی نقطۂ نظر کی رعایت کی خاطر اس کی اصلاح واجب اور ضروری ہے۔

اگر حرمین شریفین اور مشاعر اسلامیہ کے مؤقر منتظمین اس دینی مشکل کا احساس فرمالیں اور اس کا حل چاہیں تو صرف پانچ منٹ کی قربانی سے یہ اشکال رفع ہوسکتا ہے، وہ یوں کہ: جمعہ کی پہلی اذان زوال ہوتے ہی فوراً دے دی جائے، اس کے بعد پانچ منٹ سنتوں کی ادائیگی کے لیے وقفہ کرلیا جائے۔ اس کے بعد امام وخطیب منبر نشین ہوجائیں اور جمعہ کے بقیہ اعمال اس کے بعد شروع کردیئے جائیں تو اس میں حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ سب مسالک کی رعایت ہوگی، اور جمعہ کی سنتیں ادا کرنے کا موقع مل جائے گا، اور ان سنتوں کو مستقل طور پر ترک کرنے کا مفسدہ بھی لازم نہیں آئے گا، بلکہ اس طرزِ عمل سے خود حنابلہ کے اصل مذہب کی رعایت بھی ہوجائے گی۔

۲:......ظہر کی اذان واقامت کے دوران وقفہ بھی قدرے بڑھانے کی ضرورت ہے، عام طور پر یہ وقفہ اتنا معمولی ہوتا ہے کہ چار رکعت کی مسنون طریقے سے اعتدال کے ساتھ ادائیگی مشکل ہوجاتی ہے، جبکہ ظہر سے پہلے کی چار سنتیں حنفیہ کے ہاں سنت موکدہ کے درجہ میں ہیں۔

۳:......امام حرم مکی پہلے بیت اللہ کے ارکان میں سے کسی رکن کے پاس دیوارِ کعبہ کے قریب کھڑے ہوتے تھے اور اس جہت سے مقتدی حضرات لازماً امام سے پیچھے ہی رہتے تھے۔ امام سے آگے ہونے کی نوبت نہیں آتی تھی، لیکن اب کچھ عرصہ سے بعض ائمہ بعض نمازوں میں مطاف کے بعد چبوترے میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور مقتدیوں کو امام کی جگہ کا اندازہ نہیں ہوتا، وہ مطاف میں امام کے آگے صفیں باندھ لیتے ہیں، اس صورت حال میں جو حنفی نمازی امام سے آگے مطاف میں کھڑے ہوں گے، ان کی نماز فقہ حنفی کی رو سے فاسد ہوگی، یہ مفسدہ بھی معمولی توجہ اور مختصر انتظام سے دور ہوسکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ یا تو امام حرم حسب سابق دیوارِ کعبہ کے قریب جاکر کھڑے ہوں، جیسا کہ پہلے ہوتا رہا ہے، اور اب بھی بعض کا معمول ہے۔ اس طریق میں سب کی رعایت رہے گی، یا کم از کم امام کے سامنے والے مطاف کے حصے کو کچھ دیر کے لیے اس طرح پیک کرلیا جائے، جیسے صفائی اور دھلائی کے لیے پیک کرلیا جاتا ہے تو یہ مشکل آسان ہوسکتی ہے، اور کسی کی نماز فاسد ہونے کا اشکال بھی نہیں رہے گا۔

۴:......حرمین شریفین میں دروس اور دیگر خدمات پر مامور ہمارے ہندی، پاکستانی یا بنگلہ دیشی بھائیوں کا لب ولہجہ اور حجاج کرام کے ساتھ ان کا برتاؤ اور اختلافی مسائل پر زور دینے کا طرزِ عمل بھی قابل غور ہے۔ گو کہ سعودی حکومت نے اختلافی مسائل کے بیان پر قانونی طور پر کنٹرول کی کافی کوشش کر رکھی ہے، مگر کئی مواقع پر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے قومی بھائی یہاں کی ناراضگی اور ناگواری کا اظہار وہاں حاجیوں پر کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں، اور یہ جرأت سعودی لال رومال کے ''سدل'' کی بدولت ہی اُنہیں حاصل ہوئی ہے۔ اس لیے سعودی حکومت کو ایسے لوگوں پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ سعودی نمک خواری پر سعودی حکومت کے لیے نفرت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اس موضوع پر فی الحال اسی اجمال پر اکتفاء ہے، اللہ کرے تفصیلات میں جانے کی نوبت نہ آئے۔

۵:......حجاج کرام کے کیمپوں اور ہوٹلوں میں بعض ہندی یا پاکستانی نژاد لوگ حج تربیت کے نام پر آتے ہیں جو سعودی حکومت کی تشکیل سے زیادہ ان لوگوں کی اپنی بامعاوضہ خدمات ہوتی ہیں۔ یہ لوگ حج تربیت کے نام پر حجاج کے درمیان اختلافی مسائل کو ہوا دیتے ہیں۔ حج سے متعلق مسائل کی تعلیم وتربیت چھوڑ کر تین طلاقوں کی بحث، فاتحہ خلف الامام یا مسجد عائشہؓ تنعیم سے عمرہ کی صحت وعدمِ صحت، زیارتِ قبور جیسے مسائل چھیڑ کر سادہ لوح مسلمانوں کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اصولاً تو انہیں حج کے مسائل سے بحث کی ضرورت ہی نہیں، اس لیے کہ ہر ملک کے حجاج اپنے ملک سے حج کی تربیت لے کر اپنے اپنے مسالک کے مطابق حج کے مسائل یاد کر کے آتے ہیں، اور بعض کے ساتھ تو باقاعدہ سرکاری طور پر ٹریز مقرر ہوتے ہیں۔ پھر بھی ان لوگوں کا سرکاری کیمپوں میں جا کر تربیت حج کے نام سے تشویش پھیلانا، حاجیوں کا اپنے مسلک کے مطابق یاد کیا ہوا طریقۂ حج خلط ملط کرنا یقیناً حجاج یا سعودی حکومت کی ضرورت نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ نوآموز مربی حضرات واقعتاً سعودی حکومت کی طرف سے نامزد ومقرر ہوئے ہیں تو پھر سعودی حکومت کو ان لوگوں کے طرزِ عمل اور ان کے تربیتی مواد کا خوب جائزہ لینا چاہیے، بلکہ سعودی حکومت کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے نفرت پھیلانے اور اختلافات کو ہوا دینے والے ناپختہ کار لڑکوں کی بجائے ہر ملک کے حجاج کے لیے ان کے ہم مسلک علمائے کرام کو مقرر کرے۔ بالخصوص پاکستان، ہندوستان، ترکی، بنگلہ دیش اور افغانستان کے لیے خالص حنفی ٹریز کا انتظام کرے، جو صحیح معنوں میں معلم ہوں۔ صرف ٹرانسپورٹ کے انتظام اور پاسپورٹ کی حفاظت تک محدود نہ ہوں۔

اگر حکومت پاکستان اس مسئلہ کی نزاکت کا ادراک کرے اور اپنے حسن انتظام میں مزید بہتری کی کوشش کرتے ہوئے اس مشکل کو حل کرنا چاہے تو اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ وہ ہر ملک سے حجاج کے ساتھ اپنے مسلک کے ایسے ماہر علماء کا انتظام بھی کرے جو ہمہ وقت حجاج کی تربیت میں مصروف رہیں یا سعودی حکومت وہاں سے نوآموز لڑکوں کو تربیت حجاج کا وظیفہ دینے کی بجائے ہر ملک کے پختہ کار علمائے کرام کا انتظام اپنے ذمہ لے لے تو اس سے نہ صرف یہ کہ حجاج کو کسی قسم کے خلجان وخلفشار کا سامنا نہ ہوگا، بلکہ سعودی حکومت کی نیک نامی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اُمتِ مسلمہ کے دلوں میں سعودی حکومت سے متعلق احترام کے جذبات میں مزید اضافہ ہوگا، ان شاء اللہ!

۶:...... یومِ ترویہ (آٹھویں ذوالحجہ) کی ظہر سے لے کر یومِ عرفہ (نویں ذوالحجہ) کی فجر تک منیٰ میں وقت گزارنا یعنی پانچ نمازیں یہاں پڑھنا سنت ہے۔ اور یہ ایسے ہی سنت ہے جس طرح رفع یدین، آمین بالجہر یا فاتحہ خلف الامام ہمارے میزبانوں کے ہاں سنت ہے۔ مگر سرکاری انتظام میں اس سنیت کا مستقل طور پر ترک کرنا معمول بنتا جارہا ہے۔ حجاج کرام کو رات مغرب یا عشاء کے بعد سے عرفات منتقل کرنے کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔ اس سے حج کے خلافِ سنت شروع ہونے کی خرابی لازم آتی ہے۔ جس سے واضح طور پر یہ تأثر ملتا ہے کہ سنتوں کے چھوڑ دینے اور چھوٹ جانے کا ایک ہی حکم ہے۔

حالانکہ علماء کرام جانتے ہیں کہ سنت کے چھوٹ جانے میں تو سنت کا درجہ واجب اور فرض کے بعد ہے، مگر سرے سے سنت کی اہمیت کو نظرانداز کرنا استخفاف تک پہنچا دیتا ہے، اور استخفافِ سنت کا حکم علمائے کرام سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔اس مشکل کا مناسب حل درکار ہے۔

۷:......منیٰ سے عرفات کوچ کرانے میں عجلت کے لیے انتظامی مجبوری ظاہر کی جاتی ہے، اور منیٰ میں قیام کو محض مسنون ہونے کی بنا پر ادھورا چھوڑنے کی خطرناک گنجائش دے دی جاتی ہے، مگر یہی عجلت کا معاملہ عرفات سے کوچ کرنے کے سلسلہ میں بھی دیکھنے میں آیا ہے، اور یوم عرفہ کو غروبِ آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے قبل معلمین و منتظمین کا شدید اصرار دیکھنے میں آیا۔حالانکہ وقوف عرفہ رکن ہے اور غروبِ آفتاب تک رُکنا واجب ہے۔اگر کوئی غروب سے ذرا پہلے بھی عرفات سے نکل پڑا تو اس پر دم واجب ہوجاتا ہے۔جن حجاج کو مسئلہ معلوم نہیں ہوتا یا مقامی نوآموز معلمین ومربیین کی ہدایات کے پیش نظر غروب سے قبل عرفات سے چل پڑتے ہیں تو لازماً ان کا حج خراب ہوگا۔عرفات سے جلدی لانے کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں ہوتی، فجر تک پورا وقت اس منتقلی کے لیے وسیع ہے۔مختلف اوقات میں مختلف مکاتب کے حجاج کو منتقل کیا جاسکتا ہے، اس کے باوجود معلمین و منتظمین کی عجلت سمجھ سے بالاتر ہے۔ بلکہ حجاج کا حج فاسد کرنے یا دم واجب کرنے کا ذریعہ ہے، اس پر بطور خاص توجہ کی ضرورت ہے۔عرفات سے منتقلی کا عمل بہرصورت غروب آفتاب کے بعد ہی شروع ہونا لازمی ہے۔

۸:......عرفات سے مزدلفہ روانگی کے کھلے وقت سے استفادہ کرتے ہوئے رات کا کچھ حصہ مبیتِ مزدلفہ کے لیے ہر کسی کو میسر آسکتا ہے، اور طلوعِ فجر کے بعد وقوفِ مزدلفہ واجب ہے۔مگر یہاں بھی دیکھا گیا ہے کہ رات کو بارہ بجے معلمین کے مرشدین (رہنمائی کرنے والے) لاؤڈ اسپیکر لے کر حجاج کے پاس پہنچ گئے اور حجاج کو منیٰ پہنچانے کے لیے اصرار کرتے رہے۔حجاج کی طرف سے احتجاج یا فہمائش کے بعد کہیں جاکر اُنہیں فجر تک اصرار نہ کرنے کے لیے آمادہ کیا جاسکا۔حالانکہ مزدلفہ آنے کے بعد اگر کوئی حاجی فجر کے بعد لمحہ بھر کا وقوف نہ کرسکا تو اس پر دم واجب ہوگا۔مگر نہ جانے معلمین و منتظمین کو یہ مسئلہ معلوم نہیں یا وہ سنن وواجبات کے بغیر حج کو کافی سمجھتے ہیں، اور سب کو عملاً اس کے لیے مجبور کرتے ہیں۔یہ انتہائی قابل توجہ معاملہ ہے۔اس لیے کہ اگر یہ سلسلہ یوں ہی قائم رہا تو ممکن ہے کہ آگے جاکر حج کی ساری سنتوں اور واجبات سے آزاد ہوکر حج کے ارکان واعمال: وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت تک محدود ہوکر رہ جائیں گے، کیونکہ حج کے واجبات اور سنتیں چھوڑنے کی گنجائش اور ضرورت کا بے جا تقاضا بڑھتا ہی رہے گا، ولا سمح اللّٰہ ۔بہرکیف یہاں معلمین و منتظمین کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی کی بجائے غالب گمان یہی ہے کہ انہیں ان احکام کی پوری تفصیل معلوم نہیں، اس لیے وہ جلد از جلد اپنی ذمہ داری سے فارغ ہونا چاہتے ہیں، ورنہ وہ ہرگز ایسا نہ کرتے۔

۹:......گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو رمی جمرات کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔

اس سے قبل اگر کوئی رمی کرے تو اس کی رمی نہیں ہوگی، اور بعد میں دوبارہ رمی نہ کرنے کی صورت میں دم واجب ہوگا۔ مگر اس سال بعض حجاج کے لیے رمی کے اوقات زوال سے پہلے دس بجے، گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے مقرر کیے گئے تھے۔ اب اگر کسی نے اسی شیڈول کے مطابق رمی کر لی تو فقہ حنفی کی رو سے رمی نہیں ہوگی۔ رمی نہیں کی تو دم واجب ہوگا، دم نہیں دیا تو حج خراب ہوگا۔ اتنے اہم معاملے کو اتنا ہلکا لینا قابل غور ہے۔ امید ہے یہ عارضی نظم ہوگا، آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ مگر جن حجاج نے اس شیڈول کے مطابق رمی کی ہے، ان کی طرف سے دم سعودی حکومت کے معلمین کو ادا کرنا چاہیے۔

۱۰:...... منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں نمازوں کی قصر اور اتمام کا مسئلہ تو میز بانوں اور بعض ہمارے کرم فرماؤں کی کرم فرمائی کے نتیجے میں تقریباً ہر خیمے میں اختلاف کی بجائے خلاف وشقاق بلکہ نزاع کا باعث بن چکا ہے، اور اکثر اوقات دعا، ذکر، تلبیہ اور عبادت کی بجائے ایک دوسرے کی تغلیط اور فہمائش میں گزر جاتے ہیں۔ فقہ حنفی کی رو سے منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں نمازوں کی قصر کا تعلق سفر کے ساتھ ہے، ''نسک'' کے ساتھ نہیں ہے، جو حاجی پندرہ دن یا اس سے زائد مکہ مکرمہ میں مقیم بن گیا، اس کے لیے فقہ حنفی کے مطابق مکہ اور دیگر مشاعر میں پوری نماز پڑھنا ہی لازم ہے۔ اس کے حق میں قصر کرنا ایسا ہی ہے، جیسے وہ اپنے گھر میں رہتے ہوئے چار کی بجائے دو رکعت پڑھے۔ مگر ہمارے ہاں سے سعودیہ گئے ہوئے بعض نوآموز ٹریز یا ہمارے بعض لوگ بڑے اصرار کے ساتھ بلاتفریق بدون تفصیل سب حاجیوں کو منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سعودی لباس میں جو لوگ یہ کوشش کرتے ہیں وہ احترامِ مسالک کی حدود کی خلاف ورزی کے مرتکب ہیں، انہیں اس سے باز رہنا چاہیے۔ اور ہمارے جو لوگ اس طرح کی کوشش کرتے ہیں، منیٰ اور عرفات میں اپنے خیموں میں قصر اور جمع کرتے ہیں اور اپنے ذاتی اذواق دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں ان مقدس مقامات میں جا کر یہ انتشار پھیلانے کی بجائے حج پر جانے سے پہلے یہاں ان مسائل کا تصفیہ اور حل کے لیے سنجیدہ علمی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ عام حجاج کرام ہمارے نزاعات کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، اور اگر یہاں اتفاق نہیں ہو پاتا تو اکثریتی فقہی رائے، پرانے فتویٰ اور معمول بہ طریقہ کار کے مطابق لوگوں کو حج کرنے دیا جائے۔ آپ اپنے علمی تفرد کو، انفرادی عمل کے لیے استعمال فرماتے رہیں، اپنی رائے اور عمل دوسروں پر مسلط نہ فرمائیں۔ بہرحال منیٰ وغیرہ میں حضور ﷺ کا قصر فرمانا قصر نسک تھا، یا قصر سفر؟ یہ بحث امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اپنے اپنے ادوار میں کر چکے ہیں، اب حجاج کو اپنے اپنے مسالک کے مطابق عمل کی گنجائش اور اجازت حسب سابق میسر رہنی چاہیے۔ اس میں سعودی لباس میں ملبوس ہندی بھائی رکاوٹ نہ بنیں، نہ ہمارے بعض لوگ ان کے تملق میں حجاج کو پریشان کریں۔

البتہ اس پریشانی کا ایک مناسب حل یہ ہے کہ سعودی حکومت موسم حج میں عرفات کی طرح منیٰ اور مزدلفہ کی مساجد میں بھی اپنی طرف سے مسافر امام ہی کا انتخاب کرے، جو لوگ یہاں کی مساجد میں

ان مسافر ائمہ کے پیچھے نماز باجماعت پڑھیں گے، ان کے امام کے حق میں قصر نسک وقصر سفر دونوں جمع ہو جائیں گی، ان کی اقتداء میں چار رکعت پڑھنے والا مقیم حنفی مقتدی لاحق بن کر اپنی نماز پوری پڑھ لے گا، تو کسی قسم کا اشکال یا انتشار نہیں ہوگا۔ اور جو حجاج اپنے خیموں میں انفرادی یا باجماعت نماز پڑھنا چاہیں تو وہ اپنے اپنے مسالک کے مطابق اپنے ماہرین فقہ علمائے کرام کی ہدایات کے مطابق عمل کریں، اور عام واعظین اور قصّاص کی تقلید نہ کریں۔ باقی اگر مقیم امام چار رکعت والی نماز قصر نسک کے طور پر دو رکعت پڑھے اور اس کی اقتداء میں حنفی مقتدی نے بھی دو رکعت پڑھ لی یا چار رکعت پڑھ لیں تو حنفی مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔ یہ مسئلہ قرن ثانی سے چلا آرہا ہے، اور ان مشاعر مقدسہ میں جس مسلک کا امام رہا ہے، وہ دوسروں کی رعایت کرتا چلا آیا ہے، لہٰذا اب بھی اس رعایت کی ضرورت ہے۔

اس مرتبہ سنا گیا ہے کہ مسجد نمرہ میں خطبۂ حج مقیم امام نے دیا اور قصر نسک کے طور پر ظہر وعصر کی دو دو رکعت پڑھائی ہیں، یہ بات اگر واقعہ کے مطابق ہو تو اس میں ایک تو اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہے جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ خطبۂ حج اور عرفات میں نمازوں کا امام ریاض وغیرہ دور کے شہروں سے لانے کا اہتمام کیا جائے گا۔ اور دوسرا حنفی حجاج جو تمام مسالک کی بہ نسبت تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں، ان کی رعایت نہیں فرمائی گئی۔ جن حجاج نے امسال مقیم امام کے پیچھے عرفہ میں ظہر وعصر کی اقتداء لاحق مقتدی کی حیثیت سے کی تھی، انہیں دونوں نمازوں کا اعادہ بھی کرنا ہوگا، وہ اپنے کسی قریبی دارالافتاء سے ضرور رجوع فرمائیں۔

بہرکیف یہ چند ایسے مسائل ہیں جو فریضۂ حج کی ادائیگی کے حوالے سے انتہائی قابل توجہ ہیں، بالخصوص حنفی حجاج کے لیے کافی مشکلات کا ذریعہ ہیں۔ لیکن ان کا حل انفرادی کوشش کی بجائے حکومتی سطح پر ہی ممکن ہے۔ اس وقت حج کے حوالے سے سعودی حکومت کی توجہات اور حکومت پاکستان کی ترجیحات سے امید ہے کہ وہ باہمی مشاورت اور کوششوں سے ان مشکلات کو حل فرمائیں گے، بالخصوص ہماری موجودہ وزارتِ مذہبی امور اور اس کے نیک دل، فرض شناس اور خداترس وزیر محترم جناب سردار محمد یوسف صاحب سے بجا طور پر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ان مسائل کو حکومتی سطح پر اُٹھا کر اگلے حج سے قبل سعودی حکومت کے ساتھ معاملات طے کرلیں گے۔ ہمیں یہ خدشہ ہے کہ اگر محترم وزیر صاحب اور ان کی ٹیم نے ان مسائل کا حل اپنے دور میں نہ ڈھونڈا تو ممکن ہے کہ آئندہ یہ قابل توجہ امور کسی کی توجہ حاصل نہ کرسکیں اور ہمارا حج واجبات وسنن سے خالی ہو کر محض عرفہ اور طوافِ زیارت تک محدود ہو کر رہ جائے گا اور آگے چل کر اُمتِ مسلمہ کا یہ طرزِ عمل ترکِ سنن پر اجماع کہلائے گا، ولاسمح اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔''

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

..... ❀ ..... ❀ ..... ❀ .....